فلاحی کتب خانہ
مونڈلہ کلاں ضلع سیہور بھوپال ایم پی الھند

احکام عیدالاضحیٰ وقربانی

www.besturdubooks.net

مقد مۂ تحقیق

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین،امابعد :

زیرِ نظر رسالہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی ایک جامع تحریر ہے جو آپ کی کتاب ''جواہر الفقہ'' جلد اول میں شامل ہے۔عید الاضحیٰ اور قربانی کے اہم اور ضروری مسائل واحکام اس میں جمع کیے گئے ہیں۔ میں نے اس میں بعض ضروری مسائل کا اضافہ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب بھی کر دی ہے اور چوں کہ حضرت رحمہ اللہ نے اختصار کے پیشِ نظر مکمل حوالے درج کرنے کا اہتمام نہیں فرمایا تھا؛ اس لیے میں نے اس میں درج احکام و مسائل کے حوالے بھی لکھ دیے ہیں۔امتیاز کے لیے اپنی تحریر کے شروع میں لفظ ''اضافہ'' اور آخر میں (م ش) لکھ دیا ہے۔اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالے اس کو شرف قبول بخشے۔آمین یارب العالمین۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان
(جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم)

۲/ ذی الحجہ/۱۴۲۳
۴/ فروری/ ۲۰۰۳

www.besturdubooks.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے برابر اور ایک رات کی عبادت کرنا شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (۱)

قرآن مجید میں سورۃ الفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں، خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

اضافہ: مستحب ہے کہ ذی الحجہ کے چاند دیکھنے کے بعد عید کی نماز وقربانی کرنے تک قربانی کا ارادہ رکھنے والے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی

(۱) ترمذي : ۶۸۹، ابن ماجه : ۱۷۱۸

www.besturdubooks.net

کرنے کی نیت رکھتا ہو، تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ نہ کاٹے۔ (۱)

تکبیر تشریق

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ.

عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآوازِ بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔ فتوی اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا پڑھنے والے اس میں برابر ہیں۔ اسی طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورت بآوازِ بلند تکبیر نہ کہے۔ (۲)

اضافہ: اس تکبیر تشریق کا صرف ایک دفعہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔ اس لیے صرف ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ علامہ شامی نے ایک مرتبہ سے زائد پڑھنے کو خلافِ سنت قرار دیا ہے اس لیے احتیاط یہی ہے کہ ایک مرتبہ پڑھنے پر اکتفاء کیا جائے۔ (۳)

تنبیہ: اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ سے پڑھ لیتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں

(۱) صبح سویرے اُٹھنا (۲) غسل ومسواک کرنا (۳) پاک صاف، عمدہ کپڑے

---

(۱) مسلم: ۳۶۵۴، ترمذي: ۱۴۴۳، نسائي: ۴۲۸۵، ابوداؤد: ۲۴۰۹، ابن ماجه: ۳۱۴۱، احمد: ۲۵۲۶۹، دارمي: ۱۸۶۵ (م ش)

(۲) در مختار مع الشامي: ۶۱/۳

(۳) الشامي: ۶۲/۳ (م ش)

www.besturdubooks.net

پہننا (۴) خوشبو لگانا (۵) عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا (۶) عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکور الصدر بآوازِ بلند پڑھنا۔(۱)

نمازِ عید

نمازِ عید دو رکعت ہیں، مثل دوسری نمازوں کے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں "**سبحانک اللھم**" پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانا چاہیے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں میں سے ہر تکبیر پر ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں میں سے ہر تکبیر پر ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں، نمازِ عید کے بعد خطبہ سننا سنت ہے۔

قربانی

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا؛ مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے، اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ "**سورۂ انا اعطیناک**" میں اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی، قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہیے۔

"**فصل لربک و انحر**" کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ

(۱) در مختار مع الشامی : ۳/۵۹، عالمگیری: ۱/۱۵۰

www.besturdubooks.net

وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴿ (۱)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بعدِ ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (۲)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ کے لیے مخصوص نہیں۔ ہر شخص پر ہر شہر میں بعدِ تحقق شرائط واجب ہے۔ (یہ شرائط آگے مذکور ہیں: م ش) اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اسی لیے جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (۳)

اضافہ: قربانی کی فضیلت اور حکم

قربانی کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضراتِ صحابہ نے عرض کیا کہ

"یارسول اللّٰہ ! ما ھذہ الاضاحی ؟ قال : سنة ابیکم ابراھیم. قالوا: فما لنا فیھا یا رسول اللّٰہ؟ قال بکل شعرة حسنة ، قالوا : فالصوف ؟ قال : بکل شعرة من الصوف حسنة."

(یعنی حضرات صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے باپ ابراھیم کی سنت ہے عرض کیا کہ اس میں ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا کہ ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی۔ عرض کیا کہ پھر اُون کے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر : ۲۰۲/۲،تفسیر طبري : ۳۲۰/۵

(۲) ترمذي: ۱۴۲۷،احمد : ۴۷۱۵

(۳) الشامي: ۶۲/۳

www.besturdubooks.net

بدلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اُون کے ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملے گی)(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی قربانی کے دنوں میں جانوروں کے خون بہانے سے زیادہ کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کو زیادہ پسند ہو اور وہ آدمی قیامت کے دن اس جانور کی سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور اس کا خون اللہ کے نزدیک زمین پر گرنے سے پہلے مقبول ہو جائے گا؛ لھذا ان قربانی کے جانوروں کو اچھی طرح پالو۔(۲)

قربانی کا حکم کیا ہے؟

اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک قربانی سنتِ مؤکدہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اللہ تعالے نے اس کا حکم دیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ دوسرے اس لیے کہ احادیث میں اس کی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہمارے عیدگاہ میں نہ آئے۔(۳)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے

(۱) قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے۔ جس کی ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت یا ضرورت

(۱) ابن ماجه : ۳۱۱۸، احمد : ۱۸۴۸۰

(۲) ترمذي : ۱۴۱۳، ابن ماجه: ۳۱۱۷

(۳) ابن ماجه : ۳۱۱۴، احمد : ۷۹۲۴ (م ش)

www.besturdubooks.net

سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔(۱)

اضافہ: مثلاً ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں، ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی ہے یا کرایے پر دیا ہوا ہے، تو اس شخص پر قربانی واجب ہے، البتہ اس کا ذریعۂ معاش یہی مکان ہے، تو چوں کہ یہ مکان اس کی ضروریات میں داخل ہے اس لیے اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔(۲)

اسی طرح کسی کے پاس دو گاڑیاں ہوں، ایک استعمال کے لیے اور ایک زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔(۳)

نیز اوپر کے مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت پر بھی اگر وہ مالکِ نصاب ہے تو قربانی واجب ہے۔(۴)

اور اس کا ادا کرنا خود عورت کی ذمہ داری ہے۔ اکثر عورتیں اس سے غافل ہیں، اور یہ سمجھتی ہیں کہ زکوٰۃ و قربانی کا تعلق صرف مردوں سے ہے ہم سے نہیں، حال آں کہ یہ بات سوفی صد غلط ہے، اس لیے عورتوں کو بھی قربانی دینا چاہیے، ہاں اگر اپنے پاس رقم نہ ہو تو اپنے میاں سے کہہ کر ان کے ذریعہ ادا کرنا چاہیے۔ اور مرد نے عورت کی اجازت کے بغیر اپنی طرف سے خود عورت کی قربانی کر دی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول میں استحساناً جائز ہے۔(۵)

---

(۱) الشامي: ۹/ ۴۵۷، عالمگیری: ۵/ ۲۹۲

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۱۰۶ (م ش)

(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۱۰۶ (م ش)

(۴) در مختار مع الشامي: ۹/ ۴۵۳ (م ش)

(۵) الشامي: ۹/ ۴۵۷، عالمگیری: ۵/ ۲۹۳ (م ش)

www.besturdubooks.net

ایک اہم انتباہ

اوپر کے مسئلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر اس مسلمان پر قربانی واجب ہے، جو عاقل بالغ اور حاجات اصلیہ سے زائد مذکورہ مالیت کا مالک ہو، بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ پورے گھرانے کی طرف سے ایک جانور قربان کر دیتے ہیں یہ بات صحیح نہیں ہے؛ بل کہ اگر مثلاً ایک گھر میں پانچ بھائی رہتے ہوں اور سب کے سب عاقل بالغ اور مالدار ہوں تو سب کو الگ الگ اپنی طرف سے قربانی کرنا چاہئے۔ (م ش)

ایک اور وضاحت

ایک اور بات بھی اس جگہ واضح کرنا ضروری ہے، وہ یہ کہ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی شادی ہونے کے بعد سے لاگو ہوتی ہے، اس لیے بہت سے وہ نوجوان جو اچھی خاصی کمائی کرتے ہیں اور خوب مال جمع بھی رکھتے ہیں، وہ قربانی نہیں کرتے؛ کیوں کہ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے، یاد رہے کہ قربانی اور زکوۃ کے مسئلہ کو شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں۔ (م ش)

(۱) جس شخص پر قرض ہو، اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد اس کے پاس اتنا مال بچا رہے جو نصاب (جس کا اوپر ذکر کیا گیا) کے برابر ہو، تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔ (م ش)

(۲) قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گذرنا بھی شرط نہیں۔ (۱)

(۳) بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو تو بھی اس پر اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدہ کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (۲)

---

(۱) عالمگیری: ۱/۱۹۱، در مختار مع الشامي: ۹/۴۵۷

(۲) الشامي: ۹/۴۵۷، عالمگیری: ۵/۲۹۲

www.besturdubooks.net

اضافہ: البتہ باپ پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے قول کے مطابق مستحب ہے کہ اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی قربانی کردے۔ (۱)

(۴) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ (۲)

قربانی کے دن

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تاریخیں ہیں، اس میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔ (۳)

اضافہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قربانی یوم الاضحیٰ (عید کے دن اور) اس کے بعد دو دن ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (۴)

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۵)

لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانوروں کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب

---

(۱) الشامي: ۹/۴۵۷، عالمگیری: ۵/۲۹۲ (م ش)

(۲) شامي: ۹/۴۶۵، عالمگیری: ۵/۲۹۱

(۳) عالمگیری: ۵/۲۹۵

(۴) موطا مالک: ۹۲۳ (م ش)

(۵) در مختار مع الشامی: ۹/۴۵۷، بدائع: ۴/۲۰۲

www.besturdubooks.net

ادا نہ ہوگا۔ (۱)

بل کہ وہ ہمیشہ گنہ گار رہے گا؛ کیوں کہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر تعاملِ صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

اضافہ: بعض لوگ شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہا کرتے ہیں کہ قربانی کی جگہ اگر ان جانوروں کی قیمت غریبوں میں بانٹ دی جائے، تو غریبوں کا زیادہ فائدہ ہوگا؛ مگر یہ جہالت کی بات ہے ایک تو اس لیے کہ اللہ کی شریعت میں کسی کو اختیار نہیں کہ اس میں ردو بدل کرے دوسرے اس وجہ سے کہ قربانی کا مقصد غریبوں کی مدد نہیں ہے اس کے لیے تو شریعت نے زکوٰۃ اور صدقات کا ایک مکمل نظام بنایا ہے؛ بل کہ اس کا مقصد اللہ کی محبت کا مظاہرہ ہے جیسا کہ حضرت ابراهیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے اس کا مظاہرہ فرمایا تھا۔ اس لیے قربانی میں جانوروں کے ذبح کرنے کو ان ایام کی سب سے زیادہ پسندیدہ عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (م ش)

قربانی کا وقت

(۱) جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید پہلے دن نہ ہو سکے، تو نمازِ عید کا وقت گذر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (۲)

(۱) عالمگیری: ۲۹۳/۵

(۲) در مختار مع الشامي: ۴۶۱/۹، عالمگیری: ۲۹۵/۵، البحر الرائق: ۳۲۱/۸

www.besturdubooks.net

اضافہ: (۲) اگر قربانی کرنے والا خود شہر میں ہو اور اپنی قربانی کا جانور گاؤں دیہات میں بھیج دے، تو اس کی قربانی وہاں صبح صادق کے فوراً بعد کی جا سکتی ہے اور اگر قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو اور اس کی قربانی شہر میں دی جائے، تو ضروری ہے کہ نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کی جائے عید کی نماز سے پہلے جائز نہیں، حاصل یہ ہے کہ قربانی کا جانور جس جگہ ہو اس کا اعتبار ہے، قربانی کرنے والا جہاں چاہے رہے۔(۱)

(۳) قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔(۲)

قربانی کا جانور

اضافہ: (۱) قربانی میں صرف درج ذیل جانوروں کی قربانی جائز ہے: بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ، گائے، بیل، اُونٹ، اُونٹنی، بھینس، بھینسا، ان کے علاوہ کسی اور جانور کا قربانی میں دینا جائز نہیں۔(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو مرغی کی قربانی کرتے ہیں یہ جائز نہیں اور اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔(م ش)

(۲) ان جانوروں میں سے جو وحشی (جنگلی) ہوں، ان کی قربانی بھی جائز نہیں۔(۴)

(۳) بکرا، دنبہ، بھیڑ، ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کیا جا سکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے بہ شرطیکہ سب کی نیت

---

(۱) الشامي: ۹/۴۶۱ (م ش)

(۲) الشامي: ۹/۴۶۳، عالمگیری: ۵/۲۹۵

(۳) عالمگیری: ۵/۲۹۷، بحر الرائق: ۸/۳۲۴ (م ش)

(۴) عالمگیری: ۵/۲۹۷، بحر الرائق: ۸/۳۲۴ (م ش)

www.besturdubooks.net

ثواب کی ہو، کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔ (۱)

اضافہ: اس سے معلوم ہوا کہ محض گوشت کھانے کی نیت سے اگر کوئی شریک ہو جائے، تو نہ اس کی قربانی ہوتی ہے اور نہ دیگر حصہ داروں کی قربانی ہوتی ہے، اس لیے قربانی میں دوسروں کو شریک کرنے میں بڑی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ (م ش)

(۴) اگر کوئی قربانی میں شریک ہونے والا غیر مسلم ہو، جیسے عیسائی، ہندو، تو کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی، اسی طرح شیعہ بھی چوں کہ کافر ہیں؛ اس لیے ان کو شریک کرنے سے بھی کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی۔ (۲)

(۵) اگر قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہی یہ نیت ہو کہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنا ہے تو بہتر ہے اور اگر جانور خرید لیا پھر یہ ارادہ ہوا کہ دوسروں کو اس میں شریک کیا جائے، تو اس میں بعض علما نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر وہ آدمی مال دار ہے، تو اس کے لیے اس طرح دوسروں کو اس میں شریک کرنا درست ہے اور اگر وہ غریب ہے، تو چوں کہ غریب آدمی کے جانور خرید لینے سے اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہو جاتی ہے؛ اس لیے اس کو اس میں دوسروں کو شریک کرنے کی اجازت نہیں، اور بعض نے اس مسئلہ میں مالدار اور غریب دونوں کے لیے ایک ہی حکم بیان کیا ہے۔ تاہم خریدنے کے بعد شریک کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ (۳)

(۶) بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے، بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو، تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل بھینس دو سال

---

(۱) عالمگیری: ۵/ ۲۹۷

(۲) الشامي: ۹/ ۴۷۲، عالمگیری: ۵/ ۳۰۴، احسن الفتاوی: ۷/ ۵۰۹ (م ش)

(۳) الشامي: ۹/ ۴۵۹، عالمگیری: ۵/ ۳۰۴ (م ش)

www.besturdubooks.net

کی، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لیے کافی (وجائز) نہیں۔(۱)

اضافہ: (۷) اگر ایک شریک قربانی کی نیت کرے اور دوسرا عقیقہ یا ولیمہ یا اور کسی قربت کی نیت کرے تو جائز ہے۔(۲)

(۸) اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہو اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی، تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

(۹) خصی بکرے (جس کے فوطے نکالدئے گئے ہوں) کی قربانی جائز؛ بل کہ افضل ہے۔(۳)

اضافہ: (۷) بکرے، بکری کی قربانی کرنا، گائے وغیرہ کا ایک حصہ دینے سے افضل ہے۔(۴)

(۸) قربانی کا جانور عمدہ سے عمدہ اور خوب موٹا تازہ اور تمام عیوب ظاہرہ سے پاک ہونا افضل ہے۔(۵)

قربانی کا جانور ایسا نہ ہو

(۱) جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے، ہاں سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو، جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو

---

(۱) الشامي: ۹/۴۶۵، عالمگیری: ۵/۲۹۷، بحر الرائق: ۸/۳۲۵

(۲) الشامي: ۹/۴۷۲، عالمگیری: ۵/۳۰۴ (م ش)

(۳) درمختار مع الشامي: ۹/۴۶۷، عالمگیری: ۵/۲۹۹، بحر الرائق: ۸/۳۲۳

(۴) درمختار: ۹:۴۶۶ (م ش)

(۵) عالمگیری: ۵/۳۰۰، الشامي: ۹/۴۶۸ (م ش)

www.besturdubooks.net

اس کی قربانی درست نہیں ہے۔(۱)

(۲) اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ جا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

(۳) جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم وغیرہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔(۳)

(۴) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں۔(۴)

اضافہ: عالمگیری میں صحیح اس کو قرار دیا ہے کہ اگر بے دانت والا جانور چارہ کھالیتا ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے۔(۵)

(۵) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہیں۔(۶)

اضافہ: اور اگر ایک کان پورا کٹ گیا ہو، تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔(م ش)

(۶) جو جانور خارش ہونے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر دبلا نہ ہوا ہو تو جائز ہے۔(۷)

---

(۱) الشامي: ۹/ ۴۶۷، عالمگیری: ۵/ ۲۹۷، بحر الرائق: ۸/ ۳۲۳

(۲) درمختار مع الشامي: ۹/ ۴۶۸، عالمگیری: ۵/ ۲۹۷، بحر الرائق: ۸/ ۳۲۳

(۳) درمختار مع الشامي: ۹/ ۴۶۸، عالمگیری: ۵/ ۲۹۸، بحر الرائق: ۸/ ۳۲۳

(۴) درمختار مع الشامي: ۹/ ۴۶۸، عالمگیری: ۵/ ۲۹۸

(۵) عالمگیری: ۵/ ۲۹۸ (م ش)

(۶) عالمگیری: ۵/ ۲۹۸، شامی: ۹/ ۴۶۹

(۷) عالمگیری: ۵/ ۲۹۷ (م ش)

www.besturdubooks.net

(۷) اگر جانور کے تھن سوکھ گئے ہوں یا کٹ گئے ہوں یا جانور اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قادر نہ ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔(۱)

(۸) اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانعِ قربانی پیدا ہوگیا، تو اگر خریدنے والا غنی صاحبِ نصاب نہیں ہے، تو اس کے لیے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحبِ نصاب ہے، تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔(۲)

قربانی کا مسنون طریقہ

(۱) اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔(۳)

اضافہ: احادیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے قربانی فرمایا کرتے تھے۔(۴)

نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قربانی کے موقعہ پر) فرمایا کہ اُٹھ اور اپنی قربانی میں حاضر ہو؛ کیوں کہ اس کے اول قطرہ پر تیرے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(۵)

(۲) قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں۔

---

(۱) الشامي: ۹/۴۶۹، عالمگیری: ۵/۲۹۸ وغیرہ (م ش)

(۲) در مختار مع الشامي: ۹/۴۷۱، عالمگیری: ۵/۲۹۹

(۳) البحر الرائق: ۸/۳۲۸

(۴) دیکھو: مسلم: ۳۶۳۷، مسند احمد: ۲۳۳۵، ابو داؤد: ۲۴۱۰ (م ش)

(۵) مسند الرویاني: ۱/۱۳۴ (م ش)

www.besturdubooks.net

البتہ ذبح کرنے کے وقت ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ﴾ کہنا ضروری ہے۔

(۳) سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لیے رو بہ قبلہ لٹائے تو یہ آیت پڑھے:

﴿ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلَاتِىْ وَ نُسُكِىْ وَ مَحْيَاىَ وَ مَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

اور ذبح کرنے کے (پہلے یا) بعد یہ دعاء پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّى كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ﴾ (۱)

اضافہ: حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر کی دعاء کے بعد (اللھم لک و منک عن محمدو عن امته) (اے اللہ یہ قربانی محمد اور ان کی امت کی جانب سے تیرے لیے ہے اور تیری ہی طرف سے عطا کردہ ہے) کے الفاظ ہیں۔

اس لیے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: اللّٰھم لک و منک عن فلان، اور ”فلان“ کی جگہ قربانی کرنے والے کا نام لیا جائے۔ (م ش)

آدابِ قربانی

(۱) قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔ (۲)

(۲) قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے

(۱) ابن ماجه: ۳۱۱۲، ابو داود: ۲۴۱۳، احمد: ۱۴۴۹۱، دارمي: ۱۸۶۴

(۲) عالمگیری: ۳۰۰/۵، بدائع: ۲۱۹/۴

www.besturdubooks.net

ایسا کرلیا، تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(۱)

(۳) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کریں۔(۲)

اضافہ: چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ہر چیز میں احسان کو ضروری قرار دیا ہے؛ لھذا اگر تم قتل کرو، تو اچھی طرح قتل کرو اور ذبح کرو، تو اچھی طرح ذبح کرو۔(۳)

اضافہ: جانور کو لٹانے کے بعد یا اس کے سامنے چھری تیز کرنا بھی منع ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چاقو تیز کر رہا ہے آپ نے فرمایا: کیا تو اس کو دو موتیں مارنا چاہتا ہے، تو نے اس کو لٹانے سے پہلے ہی چاقو کیوں نہیں تیز کرلی؟(۴)

(۴) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں۔

اضافہ: (۵) جانور کے پیر پکڑ کر قربان گاہ کی طرف کھینچ کر لیجانا یا اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے جانور کو اذیت پہنچے، مکروہ ہے؛ اس لیے ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔(۵)

(۶) ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔(۶)

---

(۱) بدائع: ۲۱۹/۴، عالمگیری: ۳۰۰/۵

(۲) درمختار مع الشامي: ۴۲۶/۹(۴)

(۳) مسلم: ۳۶۱۵، ترمذي: ۱۳۲۹، نسائي: ۴۳۲۹، ابوداؤد: ۲۴۳۲ ابن ماجه: ۳۱۶۱، احمد: ۱۶۴۹۰(م ش)

(۴) حاکم: ۲۳۳/۴(م ش)

(۵) عالمگیری: ۲۸۷/۵و۲۸۸، بدائع: ۲۱۹/۴(م ش)

(۶) درمختار مع الشامي: ۴۲۶/۹، بدائع: ۲۲۳/۵

www.besturdubooks.net

متفرق مسائل

(۱) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں؛ لیکن جس شہر میں کئی جگہ نمازِ عید ہوتی ہوتو شہر میں کسی جگہ بھی نمازِ عید ہوگئی، تو پورے شہر میں قربانی جائز ہوجاتی ہے۔ (۱)

(۲) قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہیے۔ (۲)

(۳) جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا، تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اگر دوسری قربانی کے بعد پہلا جانور مل جائے، تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے؛ لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اور اگر یہ شخص غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی، نفلی طور پر اس نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا پھر وہ مر گیا یا گم ہوگیا، تو اس کے ذمے دوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر گم شدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے، تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایامِ قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۳)

(۴) اگر غریب آدمی جو قربانی نہیں کر سکتا، قربانی کرنے والوں کی مشابہت کے طور پر مرغی یا بطخ کی قربانی کرے، تو یہ مکروہ ہے اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ (۴)

(۵) اگر سات آدمیوں نے مل کر ایک گائے قربانی کے لیے خریدی، پھر ان

---

(۱) بدائع : ۵/۲۲۱

(۲) بدائع : ۵/۲۲۰

(۳) بدائع : ۵/۱۹۹

(۴) عالمگیری: ۵/۳۰۰

www.besturdubooks.net

میں سے ایک کا انتقال ہوگیا، تو اگر اس مرحوم کے تمام وارث مرحوم کی طرف سے قربانی کی اجازت دے دیں، تو جائز ہوگا اور اگر وارثین کی اجازت کے بغیر باقی حصہ دار مرحوم کی طرف سے قربانی کریں گے، تو کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی۔ (۱)

قربانی کا گوشت

(۱) جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ (۲)

(۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصہ کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے رکھے، ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ (۳)

(۳) قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ (۴)

(۴) ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں، (بلکہ اس کام کی) اُجرت علیحدہ دینی چاہیے۔ (۵)

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلی بنا لیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے، یہ جائز ہے؛ لیکن اگر اس کو فروخت کیا، تو اس کی

---

(۱) درمختار مع الشامي: ۹/۴۷۱، عالمگیری: ۵/۳۰۵

(۲) الشامي: ۹/۴۶۰

(۳) الشامي: ۹/۴۷۳، بدائع: ۵/۲۲۳،

(۴) البحر الرائق: ۸/۲۶، درمختار مع الشامي: ۹/۴۷۵

(۵) الشامي: ۹/۴۷۵، البحر الرائق: ۸/۳۲۷

www.besturdubooks.net

قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں ؛ بل کہ صدقہ کرنا اس کا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدون نیتِ صدقہ کے جائز بھی نہیں ۔ (۱)

(۲) قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں، اسی لیے مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں ۔ (۲)

اضافہ: اسی سے معلوم ہوگیا کہ بعض مشترکہ قربانی کا انتظام کرنے والے جو قربانی کے چمڑوں کو جانور کی کٹائی وصفائی کی اجرت میں خود رکھ لیتے ہیں، یہ جائز نہیں ۔ (م ش)

(۳) مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلبا ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے، احیاءِ علمِ دین کی خدمت بھی ؛ مگر مدرسین اور ملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں ۔

اضافہ: (۴) قربانی کی کھال مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مرمت میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح دینی کتابوں کی اشاعت، رسالوں کی طباعت، شفا خانوں کی تعمیر میں لگانا بھی جائز نہیں ۔ (۳)

تمت بالخیر

---

(۱) عالمگیری: ۵/۳۰۱، بحر: ۸/ ۳۲۷

(۲) درمختار شامی: ۹/ ۴۷۵، بحر الرائق: ۸/ ۳۲۷

(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۱۱۰ (م ش)

www.besturdubooks.net

قربانی کی کھالوں کا مصرف......ایک اہم فتویٰ

تحریر کردہ: حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب حفظہ اللہ
(جاری کردہ از: دارالافتاء جامعہ مسیح العلوم بیدواڑی بنگلور)

تصدیق کردہ

حضرت اقدس مولانا مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی مہتمم جامعہ ہذا

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں:

(۱) چرم قربانی کے مصارف کیا ہیں؟

(۲) کیا کوئی ادارہ جو مسلمانوں کے تعلیمی یا اقتصادی حالات کو درست کرنے کے لیے قائم ہے چرم قربانی اصول کرسکتا ہے؟

(۳) چرم قربانی تنخواہوں میں یا مساجد کے مصارف میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

بینوا توجروا الجواب .... وھو ملھم لِلصّواب

(۱) قربانی کی کھال کا حکم مثل قربانی کے گوشت کے ہے، جس طرح اس کا گوشت اپنے استعمال میں لانا اور غریب وامیر کو ہبہ کرنا یا صدقہ کرنا درست ہے، اسی طرح قربانی کی کھال بھی یا تو خود اپنے استعمال میں لائے کہ اس سے مصلّیٰ یا کوئی باقی رہنے والی استعمال کی چیز بنا کر اپنے استعمال میں لائے یا پھر اس کھال کو دے کر بدلے میں کوئی باقی رہنے والی استعمال کی چیز لے لے، یا پھر کسی کو وہ کھال ہدیہ

www.besturdubooks.net

یا صدقہ کر کے مالک بنادے؛ کیوں کہ بلا مالک بنائے قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ نے درمختار میں فرمایا ہے:

”ویتصدق بجلدها أو یعمل منه نحو غربال وجراب ..

.... أو یبدله بماینتفع به باقیاً الخ“ (۱)

وقال: الصدقة کالهبة بجامع التبرع وحینئذ لاتصح غیر مقبوضة. (۲)

اور صاحب تنویر الابصار نے فرمایا ہے:

”هی تملیک العین مجّاناً.“ (۳)

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ کی جاتی ہے اور صدقہ کے صحیح ہونے کے لیے مالک بنانا ضروری ہے ورنہ صدقہ صحیح نہیں ہوگا لہٰذا ہر وہ ادارہ جہاں قربانی کی کھال دی جائے وہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اس کھال کا کسی متعین شخص کو مالک بنایا جاتا ہو وہاں وہ کھال دینا درست ہے ورنہ نہیں، اسی طرح اگر وہ کھال بیچی گئی خواہ قربانی کرنے والے بیچیں یا کھال اصول کرنے والے بیچیں، تو اس کھال کی قیمت صرف وہاں خرچ کی جاسکتی ہے جہاں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے- اور زکوٰۃ کے مصارف آیات قرآنی میں متعین کردئے گئے ہیں ان مصارف میں غربا و مساکین بھی ہیں جن میں مدارس کے وہ طلبہ بھی شامل ہیں جن کا قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہے- اگر یہ رقم ان لوگوں کو دے کر مالک بنادیا جاتا ہے یا بشکل طعام یا

---

(۱) الشامي: ۶/۳۲۸

(۲) ایضا: ۵/۷۰۹

(۳) ایضا: ۵/۶۸۷

www.besturdubooks.net

لباس یا کتابیں وغیرہ اشیاء انہیں دے کر مکمل طور پر مالک بنادیا جاتا ہے، تو قربانی کی کھال ان اداروں میں دینا درست ہے ورنہ جائز نہیں، دینے والے بھی گنہ گار ہوں گے اور لینے والے بھی گنہ گار ہوں گے۔ (۱)

(۲) ادارہ کے ذمہ دار خواہ مہتمم ہوں یا صدر وسکریٹری ہوں یا کوئی اور ہوں، قربانی کی کھالوں کے مالک نہیں ہیں وہ بطور وکیل کے ہیں-ان کے ذمہ ضروری اور واجب ہے کہ کھالوں کو صحیح مصرف میں لگائیں، ورنہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔اور جن کے ہاں اب تک قربانی کی کھالوں کو اس کے صحیح مصرف میں نہیں لگایا گیا ہے ان کے ذمہ ان کھالوں کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔ (۲)

بنایہ میں ہے:

''فاذا تمولته بالبيع وجب التصدق لأن هذا الثمن حصل بفعل مكروه فيكون خبيثاً فيجب التصدق.'' (۳)

اسی طرح قربانی کی کھالوں کو تعمیر میں لگانا بالکل جائز نہیں خواہ وہ مسجد کی تعمیر ہو یا مدرسہ کی یا شفاخانہ یا دواخانہ کی یا اسکول یا کنویں کی یا کسی بھی ادارۂ رفاہ عام کی تعمیر میں لگانا ہرگز جائز نہیں-

تنویر الأبصار اور اس کی شرح میں لکھا ہے: ''لايصرف الى بناء نحو مسجد'' علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''(نحو مسجد) كبناء القناطير والسقايات '' واصلاح

---

(۱) احسن الفتاویٰ: ۵۳۱/۷

(۲) احسن الفتاویٰ: ۵۳۲/۷وفتاوی رحیمیه: ۱۶۷/۶

(۳) كذافي الهدايه عن الكافي: ۴۵۰/۴

www.besturdubooks.net

الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه". (۱)

(۳) قربانی کی کھالوں کو اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں میں یا مساجد کے مصارف میں دینا بھی جائز نہیں؛ کیوں کہ صدقہ میں بلاعوض دینا شرط ہے اور مدرسین وغیرہ خدام کو ان کی خدمت کے عوض میں دیا جاتا ہے۔اسی طرح جن اداروں میں قربانی کی کھالوں سے اشیاء برائے تعلیم مثلاً کتابیں خرید کر غریب بچوں کو برائے تحصیل علم عارضی طور پر دی جاتی ہیں؛ لیکن انہیں ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا جاتا؛ بل کہ سال ختم ہونے پر یہ کتابیں واپس لے لی جاتی ہیں، وہاں بھی قربانی کی کھال دینا درست نہیں؛ کیوں کہ تملیک جو صدقہ صحیح ہونے کی شرط ہے نہیں پائی گئی -ان سب تفصیلات کو آپ فتاویٰ عالمگیری، شامی ج ۶-۲ میں، ہدایہ ج ۴ میں، فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۴-۴ میں، فتاویٰ رحیمیہ ج ۶-۲ میں، احسن الفتاویٰ جلد ۷ میں، دیکھ سکتے ہیں- واللہ تعالیٰ اعلم

فقط

العبد شفیق أحمد القاسمي (خادم دار الإفتاء)

جامعہ مسیح العلوم بیدواڑی بنگلور/۱

---

(۱) زیلعی ردالمحتار: ۳۴۴/۲

www.besturdubooks.net